دل کی بات

گورنر پنجاب کی تہذیبی گھٹن.........!

یادش بخیر گورنر پنجاب اکثر اول فول بکتے رہتے ہیں۔ دینی مدارس سے محاذ آرائی کے بعد اب انہوں نے "تہذیبی گھٹن" کا شکوہ کیا ہے۔ لاہور میں منعقد ہونے والے ساتویں نیشنل فلم ایوارڈ برائے ۹۱-۱۹۹۰ء کی تقریب تقسیم انعامات میں بہ حیثیت مہمانِ خصوصی انہوں نے جو خطاب فرمایا اس کے بعض حصے نہ صرف ان کے خبث باطن کا آئینہ دار ہیں بلکہ ان کے فکری و روحانی جدِ امجد شیطان بزرگ کی لبرل کتاب "نیو ورلڈ آرڈر" کے مقاصد کے بھی بھرپور ترجمان ہیں۔ موصوف نے فرمایا:

"عوام ایک مدت سے تہذیبی گھٹن کا شکار ہیں، انہیں خوشیاں منانے، ناچنے اور گانے کی مکمل آزادی دی جائے گی۔ اب اس ملک میں کوئی گروہ رقص و موسیقی پر پابندی کے لئے اصرار نہیں کر سکے گا۔ کسی پلازہ کا نقشہ اس وقت تک منظور نہیں کیا جائے گا جب تک اس کے ایک فلور میں منی سینما تعمیر کرنے کے لئے گنجائش نہیں رکھی جائے گی۔ سینماؤں میں بلیو پرنٹ چلانے والوں اور معاشرے میں فحاشی پھیلانے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔" (نوائے وقت ملتان ۳۰ جنوری ۱۹۹۵ء)

مسلمان حکمران کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے ملک کی مسلم رعایا کو اللہ و رسول ﷺ کے احکامات کا پابند بنائے نہ کہ سرکش۔ موصوف کیسے مسلمان ہیں اور کس قماش کے حاکم، یہ ان کے خیالات سے واضح ہے۔ موجودہ حکومت اور اس کے تمام اعوان و انصار اور سیاست دان اللہ کے نہیں، امریکہ کے پسندیدہ مسلمان ہیں۔ یعنی کفار و مشرکین کے پسندیدہ۔ ایسے مسلمان جن سے کفر کو کوئی خطرہ نہیں۔ ان کے نام تو مسلمانوں والے ہیں مگر اپنے افکار اور کردار کے حوالے سے ہرگز مسلمان نہیں ہیں۔ ان کے دیسی منہ میں امریکی بین ہے۔ جسے یہ ایڑیاں اٹھا کے، غرا کے اور اپنے جسم کا پورا زور لگا کے بجا رہے ہیں۔ انہوں نے جس تہذیبی گھٹن کا شکوہ کیا ہے بہتر ہے اس گھٹن کو دور کرنے کا آغاز وہ خود اپنے گھر سے کریں۔ اور اپنی کوٹھی میں ایک کوٹھا منی سینما کا بھی بنا ڈالیں۔ چودھری الطاف حسین کو چاہیئے کہ وہ اپنے موجودہ عہدے کو چھوڑ کر مائیکل جیکسن کے منیجر بن جائیں اور اپنے ذوق کی ہمہ جہت تسکین کر لیں۔ موصوف کی خواہش ایک لحاظ سے بالکل حقائق کے برعکس ہے کہ یہ